REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۲۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ
جلد ۵۰/۱۵ | ۲۵ صلح ۱۳۴۰ ہش | ۲۵ جنوری ۱۹۶۱ء | نمبر ۲۱
۷ شعبان ۱۳۸۰ھ
قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ —

ربوہ ۲۴ جنوری بوقت ۹ بجے صبح

کل دن بھر حضور کو ہلکی اعصابی بے چینی رہی۔ شروع رات سر درد کی تکلیف ہو گئی۔ اور ساتھ حرارت بھی ہو گئی۔ اس کی وجہ سے ڈیڑھ بجے رات تک حضور کو نیند نہیں آئی۔ اس وقت بھی سر میں درد اور حرارت ہے۔

احباب جماعت التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔ تا اللہ تعالیٰ حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

صدر ایوب اور مسٹر شعیب سے عالمی بینک کے نائب صدر کی بات چیت

متبادل نہروں کی تعمیر کے فنڈ سے متعلقہ معاملات طے ہو گئے۔

میونخ ۲۴ جنوری وزیر خزانہ مسٹر شعیب اور عالمی بینک کے نائب صدر مسٹر آئیلف کے درمیان سندھ کے طاس کے ترقیاتی فنڈ سے متعلق مختلف معاملات پر بات چیت پرسوں رات یہاں کامیابی کے ساتھ ختم ہو گئی۔ معلوم ہوا ہے کہ پاکستان نہری پانی کے معاہدے پر دستخطوں سے پہلے سندھ کے طاس کے منصوبوں کی تعمیر پر جو رقم خرچ کر چکا ہے۔ مسٹر شعیب اور مسٹر آئیلف نے اس کی بازیابی کے سوال پر بھی بات چیت کی۔ پاکستان ایسے منصوبوں پر اندازاً بیس کروڑ روپے سے زائد رقم خرچ کر چکا ہے۔

معلوم ہوا ہے اگر پاکستان کو اس میں سے دس پندرہ کروڑ روپے کے درمیان رقم ادا کر دی گئی تو وہ اس سے مطمئن ہو جائے گا۔

وزیر خزانہ اور عالمی بینک کے نائب صدر نے اس مسئلہ پر بھی تبادلہ خیالات کیا کہ نہری پانی کے معاہدے پر عمل درآمد کے پہلے سال کتنی رقم کی ضرورت ہوگی اور یہ رقم کب ادا کی جانی چاہیئے۔ وزیر خزانہ مسٹر شعیب نے ایسوسی ایٹڈ پریس کو بتایا کہ مسٹر آئیلف سے بات چیت بڑی مفید رہی۔ صرف دو امور کے سوا تمام معاملات پر سمجھوتہ ہو گیا ہے۔

بھوٹان اور سکم کے حکمرانوں سے بھارت کے شدید اختلافات

نئی دہلی ۲۴ جنوری۔ بھارت اور نواحی علاقوں سکم اور بھوٹان کے حکمرانوں کے درمیان سرحدی مسئلہ پر شدید اختلافات پائے جاتے ہیں اور آئندہ ہفتے جب پنڈت نہرو ان دونوں ریاستوں کے حکمرانوں سے سرحدی مسئلوں پر بات چیت کریں گے۔ تو یہ اختلافات واضح طور پر سامنے آجائیں گے۔ توقع ہے کہ پنڈت نہرو کے ساتھ دونوں حکمرانوں کی بات چیت میں ان دونوں ریاستوں کے مستقبل کا فیصلہ کیا جائے گا

حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہا کی صحت

ربوہ ۲۴ جنوری۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ کی طبیعت تا حال ناساز ہے۔ درد نقرس کی تکلیف زیادہ ہے۔ احباب جماعت صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

جماعت احمدیہ کی ۴۲ ویں مجلس مشاورت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے کہ بیالیسویں مجلس مشاورت کا اجلاس امسال ۲۴-۲۵-۲۶ امان ۱۳۴۰ ہش مطابق ۲۴-۲۵-۲۶ مارچ ۱۹۶۱ء بروز جمعہ ہفتہ۔ اتوار۔ تعلیم الاسلام کالج ہال ربوہ میں منعقد ہوگا۔ جماعت ہائے احمدیہ اپنے نمائندگان کا باقاعدہ انتخاب کر کے جلد اطلاعات بھجوائیں

(سیکرٹری مجلس مشاورت)

قادیان کی واپسی کے متعلق ایک اہم مقالہ

مورخہ ۲۵ جنوری کو بروز بدھ ۴½ بجے شام مسجد محمود میں مجلس انصار سلطان القلم کا اجلاس منعقد ہوگا۔ جس میں مکرم پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔ اے "قادیان کی واپسی حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات وارشادات کی روشنی میں" کے موضوع پر مقالہ پڑھیں گے۔ مقالہ کے بعد سوالات کی اجازت ہوگی۔

علاوہ ازیں . . . . جناب عبدالسلام صاحب اختر ایم اے اپنا کلام پیش فرمائیں گے۔ دوست کثرت سے تشریف لا کر استفادہ کریں۔

(راجہ نذیر احمد ظفر سکرٹری مجلس انصار سلطان القلم ربوہ)

حج بیت اللہ اور خدام الاحمدیہ

کچھ عرصہ سے خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے پروگرام میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ ہر سال خدام الاحمدیہ کا ایک نمائندہ حج کے لئے جائے۔ گزشتہ سال افسوس ہے کہ تحریک حج میں خاطر خواہ فنڈ نہ ہونے کے باعث ہمارا نمائندہ نہ جا سکا۔ اس سال ارادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے تو ہمارا نمائندہ ضرور حج کو جائے۔ اس لئے جملہ مجالس کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اس اسلامی عبادت کے ثواب میں شریک ہوں اور تحریک حج کے فنڈ میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ اس تحریک کے ممبران کو سال میں صرف ایک روپیہ چندہ دینا ہوتا ہے۔ امید ہے کہ قائدین اپنے اپنے ہاں اس تحریک کو عام فرمائیں گے۔

مجلس مرکزیہ کی خواہش ہے کہ اس سال سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی صحابی خدام کے نمائندہ کے طور پر حج کے لئے تشریف لے جائیں۔ اس لئے حضور کے صحابیوں سے جو بزرگ اس کے لئے تیار ہوں وہ فوری طور پر اطلاع دیں۔ چونکہ حکومت کی طرف سے حج پر جانے والوں کا انتخاب بذریعہ قرعہ ہوتا ہے۔ اس لئے ایک سے زیادہ درخواستیں بھی دی جائیں گی۔ جس دوست کا انتخاب کیا گیا۔ ان کی خدمت میں انشاء اللہ تعالیٰ بحری جہاز کا نصف کرایہ خدام الاحمدیہ کی طرف سے پیش کیا جائے گا۔

درخواستیں دینے کی آخری تاریخ حکومت کی طرف سے ۱۴ فروری مقرر ہے۔ اس لئے احباب اس طرف فوری توجہ فرمائیں۔

(مہتمم اصلاح وارشاد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

محترمہ سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کی صحت یابی کے لئے دعا کی تحریک

ربوہ ۲۴ جنوری۔ محترمہ سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ گردے کی تکلیف بدستور چل رہی ہے احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے محترمہ سیدہ موصوفہ کو جلد کامل صحت عطا فرمائے آمین

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

خطبہ جمعہ

مرکز سلسلہ میں رہائش جہاں متعدد برکات رکھتی ہے وہاں بہت سی اہم ذمہ داریاں بھی عائد کرتی ہے

ربوہ کے رہنے والوں کا فرض ہے کہ اپنی مساجد کو آباد رکھیں اور اپنے اندر تعاون، ہمدردی اور قربانی کی روح پیدا کریں

علماء کو چاہئے کہ وہ مرکزی مسجد میں نمازیں ادا کرنے کی کوشش کریں اور وہاں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲ اپریل ۵۲ء بمقام ربوہ

یہ ایک غیر مطبوعہ خطبہ جمعہ ہے جسے صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج میں

ربوہ کے رہنے والوں کو

یا ربوہ میں رہنے کا ارادہ کرنیوالوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مرکز میں رہنا جہاں اپنی ذات میں بہت بڑی برکات کا موجب ہوتا ہے وہاں وہ رہنے والوں پر بہت سی ذمہ داریاں بھی عاید کرتا ہے لوگوں میں عام طور پر یہ بات پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے فائدہ کی چیزیں لے لیتے ہیں۔ اور جو فرائض اور ذمہ داریاں ان پر عاید ہوتی ہیں۔ انہیں چھوڑ دیتے ہیں فوائد کے لحاظ سے اگر دیکھو تو

ربوہ اپنی ذات میں بعض ایسے فوائد رکھتا ہے

کہ پاکستان اور ہندوستان تو الگ رہے دولتمند سے دولتمند ممالک میں بھی اس کی مثال نہیں پائی جاتی۔ مثلاً یہاں قریباً تمام غرباء۔ یتامیٰ اور بیوہ عورتوں کو سوائے انکے کہ کوئی نظر انداز ہو جائے یا اس کا معاملہ ہماری سمجھ میں نہ آئے معقول مدد دی جاتی ہے انہیں پہننے کے لئے کپڑے دئے جاتے ہیں۔ غلہ انہیں ملتا ہے۔ بیمار ہو جائیں تو علاج کے لئے پیسے انہیں ملتے ہیں۔ انکے بچوں کی شادیاں ہوتی ہیں۔ تو اخراجات میں انہیں امداد دی جاتی ہے۔ بچے پڑھتے ہیں۔ تو کسی نہ کسی رنگ میں ان کی امداد کی جاتی ہے۔ بعض لوگوں کو وظائف دئے جاتے ہیں۔ اور بعض کی فیسیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ یہ فوائد اور کون سے ملک میں حاصل ہو سکتے ہیں۔

امریکہ کتنا امیر ملک ہے

اس کا کوئی شہر ایسا نہیں جو ان باتوں میں ربوہ کا مقابلہ کر سکے۔ واشنگٹن امریکہ کا دارالحکومت ہے۔ نیویارک سب سے بڑا شہر ہے۔ شکاگو تجارتی اور صنعتی مرکز ہے۔ اسی طرح دوسرے بڑے بڑے شہر ہیں لیکن ان میں ایک بھی ایسی مثال نہیں مل سکتی کہ مالدار لوگ غرباء کی اس رنگ میں نگرانی کرتے ہوں جیسی نگرانی ربوہ میں ہو رہی ہے یا اتنی فیصدی مدد کر رہے ہوں جتنی فیصدی مدد ربوہ میں کی جاتی ہے۔ امریکہ کی حکومت ہم سے زیادہ مالدار ہے امریکن لوگ ہم سے زیادہ مالدار ہیں۔ اور مالدار بھی معمولی نہیں ان میں ایسے ایسے مالدار پائے جاتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ربوہ کی ساری زمین اور سارے مکان بھی خرید لے تو اس کے خزانے میں اتنی بھی کمی نہ آئے جتنی کمی ہمارے ملک کے ایک مالدار کی جیب میں مٹھائی خرید لینے سے آتی ہے۔ لیکن پھر بھی امریکہ میں ہزاروں واقعات ایسے پائے جاتے ہیں کہ لوگوں نے فاقہ کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ وہ بیمار تھے اور علاج کے لئے روپیہ نہ مل سکا۔ خودکشی کر لی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ربوہ میں غرباء یتامیٰ اور بیوگان کی سو فیصدی مدد کی جاتی ہے ہو سکتا ہے کہ کوئی غریب ہو لیکن ہمیں اس سے متعلق کوئی اطلاع نہ مل سکی ہو۔ یا اس کا معاملہ ہماری سمجھ میں نہ آیا ہو مثلاً ہم سمجھتے ہوں کہ وہ کوئی کام کرنے کے قابل ہے لیکن درحقیقت وہ کام کرنے کے قابل نہ ہو۔ اس قسم کی فروگذاشت کا انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن

سوال یہ ہے

کہ جہاں تک انسانی عقل کا دخل ہے کوئی مثال ایسی نہیں مل سکتی۔ کہ ربوہ میں کوئی معذور آدمی ہو۔ یتیم ہو۔ یا کوئی بیوہ عورت ہو اور اس کی اس حد تک کہ جماعت کی مالی حالت اجازت دے۔ انتہائی مدد نہ کی گئی ہو دیکھ لو ہم قادیان سے جب نکلے تو ہمارے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ ہماری حالت دوسرے مہاجرین کی نسبت زیادہ خراب تھی۔ پھر دوسرے مہاجروں نے یہاں آکر لوٹ مار شروع کر دی لیکن ہم نے لوٹ مار بھی نہیں کی۔ تاہم دوسرے مہاجر تو لوٹ مار کے بعد بھی شور مچا رہے تھے۔ کہ حکومت انکی امداد کرے لیکن

یہ جماعت احمدیہ کی ہی ہمت تھی

کہ اس نے گورنمنٹ سے ایک پیسہ کی بھی درخواست نہ کی پھر ہم سارے کے سارے ایک لمبے عرصہ تک لاہور جیسے گران شہر میں پڑے رہے۔ اور وہاں اتنی تنگی اور ترشی کے ساتھ گذارہ کیا کہ مہینوں راشن کو اس طور پر تقسیم کیا گیا کہ ہر ایک فرد کو ایک روٹی فی وقت مل سکتی تھی۔ جس کی وجہ سے بڑی عمر کے لوگ تو کیا بعض اوقات بچوں کی طرف سے بھی یہ شکایت آتی تھی کہ انکا پیٹ نہیں بھرتا۔ لیکن

ہمارا یہی اصول تھا

کہ فی کس ایک روٹی دی جائے تا ہر شخص کو کھانے کو کچھ نہ کچھ ضرور مل جائے۔ پھر آہستہ آہستہ نظام قائم ہونا شروع ہوا۔ اس سے پہلے دیہات کے تعلقات بند تھے۔ رستے بند تھے اور اس لئے لٹی پٹی چھوٹی جماعت جو موجود تھی وہ بھی مدد نہیں کر سکتی تھی۔ پھر جماعت کا خزانہ خالی تھا لیکن باوجود اسکے ہم نے ہجرت کر کے آنیوالوں کو مدد دی۔ پھر ہم ربوہ آئے۔ شروع شروع میں جبتک لوگ اپنی اپنی جگہ ٹک نہیں گئے۔ اور انہیں اپنے اپنے رشتہ داروں کا پتہ نہیں لگا اور وہ وہاں چلے نہیں گئے علاوہ کارکنوں اور ان لوگوں کے جو ہمارے ساتھ آئے تھے ربوہ میں ڈھائی سو یتامیٰ اور بیوگان کیلئے کھانے پینے کا انتظام کیا گیا تھا

اسکی مثال کسی اور جگہ نہیں مل سکتی

حکومت چالیس پچاس یتامیٰ کیلئے کوئی دارالیتامیٰ کھولتی ہے

تو اخبارات میں شور پڑ جاتا ہے کہ حکومت نے فلاں جگہ دار الیتامیٰ کھولا ہے۔ لیکن ہم نے باوجود سینکڑوں افراد کے کھانے پینے اور رہنے کا سامان کرکے شور نہیں مچایا۔ پس اس وقت مرکز میں رہنے والے مرکز سے یہ فائدہ اٹھاتے رہے۔ کہ ان کے لئے ہر قسم کا مفت سامان کیا گیا۔ اور جو اب مرکز میں رہتے ہیں۔ وہ بھی مرکز سے کافی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مرکز سے باہر جماعت میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں آدمی ایسے تھے جنہیں کوئی مدد نہ مل سکی۔ اور جب وہ ہمارے پاس آتے۔ تو ہم کہتے کہ پہلے مرکز میں آنے والوں کو مدد دی جائے گی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مرکز سے باہر بھی

غرباء یتامیٰ اور بیوگان کی مدد

ہوتی ہے۔ لیکن وہ مدد مرکز کی نسبت بہت کم ہے۔ باہر کی آبادی مرکز کی آبادی سے سینکڑوں گنے زیادہ ہے۔ لیکن مرکز سے باہر رہنے والے غرباء یتامیٰ اور بیوگان کی امداد مرکز میں رہنے والے غرباء یتامیٰ اور بیوگان کی امداد سے سینکڑوں گنے کم ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ مرکز میں رہنے والے لوگ ہمارے سامنے ہیں اور قرآن کریم کے اس حکم کے ماتحت کہ اپنے قریب رہنے والے کا خیال رکھو۔ ہم ان کا خیال رکھتے ہیں۔ اسی طرح اور بہت سے فوائد ہیں۔ جو مرکز میں رہنے والے مرکز سے حاصل کر رہے ہیں۔ مثلاً سکول ہے۔ سوائے گھٹیالیاں (ضلع سیالکوٹ) کے اور کسی جگہ جماعت کا ہائی سکول قائم نہیں۔ لیکن مرکز کے رہنے والوں کو یہ سہولت حاصل ہے کہ ان کے بچے اپنے

سکول میں تعلیم

حاصل کرتے ہیں۔ لیکن دوسروں کو یہ سہولت حاصل نہیں۔ پھر کالج ہے۔ اگرچہ وہ اس وقت لاہور میں ہے لیکن جب کالج قادیان میں تھا تو سینکڑوں احمدی جو اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دے سکتے تھے۔ ان کے بچوں نے تعلیم حاصل کی۔ یہ فوائد ہیں جو تمہیں مرکز میں رہنے کی وجہ سے پہنچتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں

بہت سی ذمہ داریاں بھی ہیں

جو یہاں کے رہنے والوں پر عائد ہوتی ہیں۔ علم منطق کے لحاظ سے انسان میں دو قسم کی قوتیں پائی جاتی ہیں۔ بالفعل اور بالقوہ یعنی ایک قوت ایسی ہوتی ہے۔ جو عملاً ظاہر ہو رہی ہوتی ہے۔ اور ایک کے سامان موجود ہوتے ہیں۔ اور جب موقعہ ملے۔ وہ قوت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ نہیں

دیکھا جائے گا۔ کہ ربوہ میں کس طرح غرباء کی مدد کی جاتی ہے۔ بلکہ یہاں امراء کی بھی بالقوہ مدد کی جاتی ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان پر بھی کوئی وقت تنگی کا آجائے اور جب ان پر

تنگی کا وقت

آئے گا۔ ربوہ میں ان کی امداد کے سامان بھی موجود ہوں گے۔ کیونکہ ایک منظم جماعت سے انہیں بھی بوقت ضرورت امداد کی امید ہو جاتی ہے۔ اسی لئے امراء بھی بالقوہ مرکز سے امداد حاصل کر رہے ہیں۔ اسلامی زکوٰۃ میں بھی ایک پہلو ایسا رکھا گیا ہے۔ کہ جب کوئی امیر آدمی کسی مصیبت میں مبتلا ہو۔ اور یہ امید ہو کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے گا تو اسے اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے زکوٰۃ سے مدد دی جائے۔ گو ایسے امراء کا مقام غرباء کی امداد کے بعد آتا ہے۔ لیکن بہرحال

ان کے لئے امداد کا رستہ کھلا ہے

گویا ایسے امراء جن کے ذریعہ غرباء مدد حاصل کر رہے ہیں وہ بھی مرکز کے ممنون ہیں۔ کیونکہ وہ بالقوہ مرکز سے امداد حاصل کر رہے ہیں۔ اسی طرح دوسرے لوگ بھی مرکز کے ممنون ہیں کیونکہ وہ مرکز میں آتے رہتے ہیں۔ اور اس سے روحانی علمی اور جسمانی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ لوگ۔ اس رنگ میں مدد حاصل نہیں کر رہے جس رنگ میں مقامی غرباء یتامیٰ اور بیوگان حاصل کر رہے ہیں۔ لیکن بہرحال انہیں کسی نہ کسی رنگ میں مرکز سے مدد مل رہی ہے پھر تاجر ہیں وہ بھی مرکز سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔ پچھلے دنوں میرے پاس ایک رپورٹ آئی۔ کہ جب ربوہ میں غلہ کی تنگی ہوئی اور آٹا کی سپلائی کا انتظام کرنے کے لئے

دوکانداروں کی ایک کمیٹی

بنائی گئی تو ایک دوکاندار نے کہا سلسلہ نے کونسی میری تنخواہ مقرر کی ہوئی ہے کہ میں اس کا فلاں حکم مانوں حالانکہ اگر سلسلہ اسے کوئی مدد نہیں دیتا تو وہ یہاں کیوں آیا تھا۔ اگر وہ یہاں آیا ہے تو بہرحال کوئی نہ کوئی فائدہ اس کے مدنظر تھا۔ اس دکاندار نے کہا کہ سلسلہ مجھے کونسی تنخواہ دیتا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کیا یہ تنخواہ کچھ کم ہے کہ اڑھائی تین ہزار لوگوں میں سے سوائے چند ایک کے سلسلہ نے سب کو رہنے کے لئے مکانات بنا کر دیئے تھے۔ دوکانداروں کے پاس دکانیں نہیں تھیں سلسلہ نے انہیں دکانیں مہیا کیں۔ حالانکہ خود اس کا خزانہ خالی تھا۔ اس کی جائدادیں تباہ ہو گئی تھیں۔ اس کے ادارے تباہ ہو گئے تھے۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود تقریباً ۹۵ فیصدی دوکانداروں کو سلسلہ نے اس وقت دوکانیں بنا کر دیں جب

وہ خود دیوالیہ ہو چکا تھا۔ یہاں رہنے والوں کے پاس جو مکانات ہیں۔ ان میں سے تقریباً پچانوے فیصدی مکانات وہ ہیں جو سلسلہ نے بنا کر دیئے ہیں۔ اور اس وقت بنا کر دیئے جب وہ خود دیوالیہ ہو چکا تھا۔ تم ذرا

کشمیر کے مہاجروں کی حالت

دیکھو۔ باوجود اس کے کہ ایک زبردست حکومت ان کی امداد کر رہی ہے۔ جس کا سالانہ بجٹ ڈیڑھ ارب روپیہ کا ہے۔ پھر بھی وہ مہاجر جو خود حکومت کے مہمان ہیں۔ اب بھی جھونپڑوں میں رہ رہے ہیں۔ اگر سلسلہ ان کی امداد نہیں کرتا۔ تو وہ واہ اور دوسری جگہوں میں کیوں نہیں گئے۔ پس سلسلہ نے انہیں ضرور تنخواہ دی ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس تنخواہ کی شکل اور ہے۔ مرکز نے انہیں وہ فائدہ پہنچایا ہے۔ جو وہ کہیں اور جگہ حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ انہیں آکر بنا بنایا گاہک ملا۔ یہ بھی سلسلہ کی طرف سے ایک تنخواہ ہے جو ربوہ کے ہر دوکاندار کو مل رہی ہے۔ آخر وہ کون ہوتے ہیں جو ان سے سودا خریدتے ہیں۔

وہ سلسلہ کے ہی فرد ہوتے ہیں

اور انہی کا نام سلسلہ ہے۔ پھر اکثر دوکانداروں کو دوکانیں اور مکانات سلسلہ نے دیئے ہیں۔ اگر یہ دوکانیں اور مکانات نہ ہوتے تو کیا وہ روپیہ کما سکتے تھے۔ پھر اگر سلسلہ کے ادارے یہاں نہ ہوتے۔ تو کیا یہ لوگ یہاں آتے۔ کیا یہ سلسلہ کی طرف سے ان کی امداد نہیں ہو رہی۔ پھر سلسلہ اس سے اپنے لئے کچھ نہیں مانگتا تھا۔ بلکہ وہ گاہک کا حق مانگتا تھا سلسلہ اسے یہ نہیں کہتا تھا کہ

چندہ زیادہ دو

یا اپنے وقت میں سے دو گھنٹے سلسلہ کو دو۔ بلکہ وہ یہ کہتا تھا کہ جس گاہک سے تم نے تین سال تک روپیہ کمایا ہے۔ آج جب اس پر تنگی کا وقت آیا ہے۔ تو اس سے ناجائز مطالبہ نہ کرو۔ اور اس کا گلا نہ گھونٹو سلسلہ اس سے اپنے لئے کچھ نہیں مانگتا تھا۔ بلکہ وہ اس گاہک کے لئے کچھ مانگتا تھا جس کے پیسے سے دوکاندار نے کپڑے پہنے ہیں۔ جس کے پیسے سے اس نے روٹی کمائی ہے سلسلہ نے صرف یہ کہا تھا کہ جس گاہک سے تم نے پچھلے سالوں میں روپیہ کمایا ہے۔ آج اسے فائدہ پہنچاؤ۔ آج جب گندم ملنی مشکل ہے تم اسے

ٹھیک قیمت پر گندم سپلائی کرو

یہ نہیں کہ گندم بیس روپے من ہو تو تم گندم کی قلت سے فائدہ اٹھا کر گاہک کو ۲۵ روپے فی من دو۔ یہ چیز بہت بری ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہیئے

غرض یہاں جماعت ہر دوکاندار کو تنخواہ دے رہی ہے۔ بلکہ صرف ربوہ میں ہی نہیں جہاں بھی کوئی جماعت منظم ہوتی ہے۔ وہ وہاں رہنے والوں کو تنخواہ دیتی ہے۔ لیکن اس تنخواہ کی شکل اور ہوتی ہے۔ یہ تنخواہ گاہک کی شکل میں ملتی ہے۔ یہ تنخواہ حفاظت کی شکل میں ملتی ہے۔ یہ تنخواہ

مصیبت کے وقت میں امداد

کی شکل میں ملتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ربوہ کے کسی دوکاندار کو پچاس ساٹھ روپے ماہوار تنخواہ نہیں ملتی۔ لیکن جو کچھ وہ کماتا ہے۔ اس میں سے ۵ ۷ فیصدی اسے سلسلہ دیتا ہے۔ اگر وہ جنگل میں چلا جاتا تو کیا وہ روپیہ کما سکتا تھا۔ اگر لوگ یہاں آکر نہ بستے۔ تو کیا وہ روپیہ کما سکتا تھا۔ اگر

سلسلہ کے ادارے

یہاں نہ ہوتے۔ تو کیا وہ روپیہ کما سکتا تھا اگر ان کے ارد گرد سلسلہ کے افراد نہ رہتے تو کیا ان کی مال و دولت محفوظ رہ سکتی تھی۔ پس جو کچھ وہ کماتا ہے۔ اس میں کم از کم ۳/۴ حصہ جماعت کا ہوتا ہے۔ اسے یہاں حفاظت کے لئے جتھہ مل جاتا ہے۔ اسے گاہک مل جاتے ہیں۔ شہروں کے تاجر تو بڑے اکڑے پھرتے ہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے کھاتے ہیں۔ ان کے پاس کئی کاریں ہوتی ہیں۔ عمدہ لباس پہنتے ہیں اور غرباء کو دیکھ کر وہ منہ چڑاتے ہیں۔ لیکن اگر شہر کے غرباء ان کے پڑوس میں نہ ہوتے تو وہ اتنا روپیہ کبھی نہیں کما سکتے تھے۔ اگر ان کے محلے نہ ہوتے۔ تو ان کی دولت محفوظ نہ ہوتی۔ بلکہ ڈاکو اسے لوٹ لیتے۔ اس لئے اگرچہ غریبوں نے انہیں کچھ نہیں دیا۔ لیکن پھر بھی دیا ہے۔ انہوں نے اس کا مال سنبھال کر رکھا ہے۔ پس امداد کے لئے ضروری نہیں ہوتا۔ کہ کسی کو پچاس یا ساٹھ روپے ملیں۔ اگر محلہ والے نہ ہوں تو

کیا کوئی مالدار شخص محفوظ رہ سکتا ہے۔

ان کے ارد گرد جو سو یا دو سو غرباء رہتے ہیں ان کی وجہ سے ڈاکو ڈاکہ نہیں ڈالتے۔ گویا غرباء اسے حفاظت کے ذریعہ تنخواہ دیتے ہیں۔ اگر غرباء نہ ہوتے۔ اور وہ ایک جنگل میں ڈیرہ ڈال لیتا۔ تو اپنے مال کی حفاظت کے لئے اسے دس پندرہ پہرہ دار رکھنے پڑتے

اب آگے ایک پہریدار بھی کافی ہو جاتا ہے۔ اگر وہ چار پہرے دار بھی ملازم رکھتا۔ اور ان میں سے ہر ایک کو مثلاً ۳۵ روپے ماہوار دیتا تو اسے ایک سو چالیس روپے خرچ کرنے پڑتے۔ پس یہ بات غلط ہے بلکہ ایمانداری کے خلاف ہے کہ کوئی کہے کہ ہمیں سلسلہ تنخواہ نہیں دیتا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب بھی مصیبت آتی ہے سلسلہ ان کی مدد کرتا ہے۔ اگر تم نے احمدیت کو قبول کیا ہے تو کسی پر احسان کرنے کے لئے قبول نہیں کیا تم نے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے احمدیت کو قبول کیا ہے۔ لیکن پھر بھی پارٹیشن کے وقت فسادات میں اگر ہمارے احمدی محفوظ رہے تو سلسلہ کی وجہ سے رہے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سلسلہ کے پاس روپیہ نہیں۔ لیکن اس کی

شہرت نظام اور قربانی

کی وجہ سے تم پر ہر شخص ہاتھ ڈالنے سے ڈرتا ہے۔ اس لئے تم میں سے اکثریت خدا تعالیٰ کے فضل سے محفوظ ہے۔

پس جو شخص یہ کہتا ہے کہ سلسلہ نے میری کونسی مدد کی ہے وہ جھوٹ بولتا ہے اور ایسا جھوٹ بولتا ہے جسے ہر عقلمند شخص سمجھ سکتا ہے۔ پس مرکز میں رہنے کے بہت سے فوائد ہیں۔ لیکن جہاں مرکز میں رہنے والا بہت سے فوائد حاصل کرتا ہے وہاں اس پر بہت سی ذمہ واریاں بھی عائد ہوتی ہیں اگر وہ ان ذمہ واریوں اور فرائض کو ادا نہیں کرتا جو مرکز میں رہنے کی وجہ سے اس پر عائد ہوتی ہیں تو اس کی مثال اس نوکر کی سی ہے جو تنخواہ تو لیتا ہے لیکن کام نہیں کرتا

اس سلسلہ میں پہلے میں علماء کو لیتا ہوں

علماء پر بہت سی ذمہ واریاں ہیں

علماء جماعت کی ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری مسجد میں نماز پڑھتا ہے اس کو کئی گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔ آخر یہ بات کیوں ہے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی بھی [illegible] سے بنی ہوئی ایک مسجد ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مسجد میں نماز پڑھنے والے کو اتنے گنے زیادہ ثواب ملتا ہے۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ آپؐ کی مسجد مرکزی مسجد تھی۔ لوگ باہر سے وہاں آتے تھے اور ان کی تربیت کے لئے علماء کی ضرورت تھی اس لئے فرمایا آنے والے یہاں آئیں گے جن میں علماء بھی شامل ہوں گے وہ انہیں پڑھائیں گے انہیں مسائل سکھائیں گے اور ان کی تربیت کریں گے۔ دوسری مساجد میں نہ علماء جا سکتے ہیں اور نہ دوسرے لوگ وہاں مرکزی مسجد کی طرح جمع ہو سکتے ہیں۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے مسجد کو مسلمانوں کے اکٹھا ہونے کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس میں عوام بھی آئیں گے اور خواص بھی امراء بھی آئیں گے جو غرباء کی حالت کا معائنہ کریں گے۔ اور غرباء بھی آئیں گے جو امراء کی حالت کا معائنہ کریں گے۔ عالم بھی آئیں گے اور وہ جہلاء کی حالت کا معائنہ کریں گے۔ اور جہلاء بھی آئیں گے جو علماء کے ذریعہ اپنی جہالت کو دور کریں گے۔ اسی حکمت کے ماتحت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز کے لئے

صف اول میں آنے والا

زیادہ ثواب حاصل کرتا ہے اس لئے کہ جسے دینی مقام حاصل ہوگا وہ فائدہ اٹھانے کے لئے پہلی صف میں آنے کی کوشش کرے گا۔ اور جب وہ پہلی صف میں آنے کی کوشش کریگا تو پچھلی صفوں والے اس سے دینی مسائل سیکھیں گے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ سلسلے کے علماء مرکزی مسجد میں کم آتے ہیں۔ میں پاؤں میں درد کی وجہ سے اکثر نمازوں میں نہیں آتا لیکن جب مسجد میں آتا ہوں اور ادھر ادھر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے علماء کم نظر آتے ہیں۔ حالانکہ جامعۃ المبشرین کے دس گیارہ پروفیسر ہیں اور شاید اتنے گراں پروفیسر دنیا میں اور کہیں بھی نہیں چالیس کے قریب طالب علم ہیں اور دس گیارہ پروفیسر ہیں۔ گویا ہر چار طالب علم کے لئے ایک پروفیسر ہے۔ اس لئے ان کے پاس بہت سا وقت فارغ ہوتا ہے کبھی وہ وقت بھی تھا جب ہمارے پاس صرف ایک پروفیسر تھا۔ اور وہ سکول کے کام کے علاوہ فارغ اوقات میں مسجد میں بھی آتا تھا اور نمازیوں کو دینی مسائل میں مشغول رکھتا تھا۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اب بعض لوگ مرکز میں محض ملازمت کی وجہ سے رہ رہے ہیں۔ وہ اپنی

ذمہ واریوں کا احساس

نہیں رکھتے۔ مسلمانوں کے لئے جمع ہونے والی جگہ مسجد ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک دفعہ شورش ہوئی۔ اس وقت خطرہ تھا کہ کہیں قیصر روم حملہ نہ کر دے چنانچہ ایک رات کچھ شور ہوا۔ تو لوگوں نے سمجھا کہ قیصر کی فوجوں نے حملہ کر دیا ہے وہ تلواریں اور نیزے ہاتھ میں لے کر باہر نکلے تو سوال پیدا ہوا کہ وہ جائیں کہاں۔ بعض صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ ہمیں شہر کے دروازے کی طرف جانا چاہیئے۔ لیکن بعض نے کہا ہمیں مسجد کی طرف جانا چاہیئے اس لئے کہ مسجد ہی

مسلمانوں کے لئے جمع ہونے کی جگہ

ہے۔ جس شخص کو بھی خطرہ کا پتہ لگے گا وہ مسجد میں آجائے گا یا کسی آدمی کے ہاتھ اطلاع بھیج دے گا۔ اگر ہم سب ایک طرف چلے گئے اور دوسری طرف لڑائی ہوگئی تو ہمیں لڑائی کا کیا پتہ لگے گا غرض وہ سب مسجد میں جمع ہوگئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب شور سنا تو آپؐ گھوڑے پر سوار ہو کر اکیلے ہی شور کا پتہ کرنے کے لئے چلے گئے۔ جب واپس آئے تو دیکھا کہ صحابہؓ مسجد میں جمع ہیں۔ آپؐ نے ان کے اس فعل کی تعریف کی اور فرمایا۔ خطرہ کے وقت میں جمع ہونے کے لئے یہی موزوں جگہ تھی۔ اگر تم کسی اور جگہ جمع ہوتے تو خبر دینے والا تمہیں کس طرح خبر دے سکتا

اس کا ایک یہی طریق ہے

کہ لوگ مرکزی جگہ پر جمع ہوں۔ اور وہ مسجد ہے۔ اس لئے اسلامی طریق یہی ہے کہ امام کا گھر مسجد کے پاس ہوتا ہے۔ اب بھی جو خلیفۂ وقت کے لئے مکان بنا ہے وہ مسجد کے پاس ہی بنا ہے اور یہ دونوں مرکزی جگہیں ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر بھی مسجد کے پاس ہی تھا۔ مسجد ایسی جگہ ہے کہ مسلمانوں کا اس کے ساتھ لگاؤ پیدا کیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ہر وقت مومن مسجد میں آئیں اور ذکر الٰہی کریں۔ اب اگر علماء مرکزی مسجد میں آئیں گے تو وہ آنے والوں کو دینی تعلیم دیں گے۔ انہیں دینی مسائل سکھائیں گے۔ لیکن اگر وہ مسجد میں نہیں گھسیں گے تو یہ کام کیسے ہوگا۔

لطیفہ مشہور ہے

کہ کسی شخص کا بیل مسجد میں گھس گیا تو لوگ اُسے مارنے لگے۔ اتنے میں بیل کا مالک آگیا۔ اور کہنے لگا۔ تم لوگ کتنے ظالم ہو۔ تم غریبوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ جانور مسجد میں آگیا تو کیا ہوا۔ بھلا میں بھی کبھی مسجد میں گھسا ہوں۔ یہ بیوقوف تھا اس لئے مسجد میں آگیا۔ میں کبھی مسجد میں آیا تو جو چاہے کہنا۔ عالم کہلانے والے بھی اگر تم مسجد میں آنے سے گریز کرتے ہو۔ حالانکہ تمہارا دعویٰ ہے کہ مسجد میں آؤ۔ تو تمہاری مثال اس بیل کے مالک کی سی ہے جس نے کہا تھا کہ یہ جانور تھا۔ بیوقوف تھا اس لئے مسجد میں آگیا۔ میں مسجد میں آیا تو جو چاہے کہنا۔ اسی طرح تم بھی سمجھتے ہو کہ ہم عالم ہیں ہم مسجد میں کیوں آئیں پس یہاں کے

علماء پر سب سے پہلا فرض یہ ہے

کہ وہ زیادہ سے زیادہ نمازیں مرکزی مسجد میں ادا کریں۔ اسلام پر ۱۳۷۰ سال کا عرصہ گذر چکا ہے مگر ابھی تک مکہ میں یہ خوبی ہے کہ علماء تو سارا دن خانہ کعبہ میں گھومتے رہتے ہیں لیکن امراء بھی اکثر نمازیں خانہ کعبہ میں ادا کرتے ہیں۔ اس زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کی حالت نہایت گر چکی ہے میں نے مکہ میں جس قدر نماز دیکھی ہے اور کسی جگہ نہیں دیکھی۔ اسے دیکھ کر دل خوش ہوتا ہے کہ کم از کم مکہ والوں نے رسماً ہی اس چیز کو قائم رکھا ہوا ہے کہ لوگ اکثر نمازیں خانہ کعبہ میں ادا کرتے ہیں۔ چھوٹی مسجد کو وہاں زاویہ کہا جاتا ہے۔ خانہ کعبہ کے علاوہ دوسرے زاویے بھی بھرے رہتے ہیں۔ لیکن خانہ کعبہ میں ہر نماز میں ہزاروں لوگ شامل ہوتے ہیں۔ اور علماء ہر وقت گوشوں میں بیٹھے رہے ہوتے ہیں اور انہیں دیکھ کر پتہ لگتا ہے کہ ان میں کس طرح دین کو زندہ رکھنے کی خواہش پائی جاتی ہے۔ قادیان میں شروع میں دو ہی علماء تھے۔ حضرت خلیفہ اولؓ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ ان دونوں کا یہی طریق تھا کہ ہر وقت دینی مسائل سکھانے میں لگے رہتے

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ

تو طب بھی کیا کرتے تھے اور پھر طب کے علاوہ جو لوگ باہر سے آتے تھے انہیں اپنا دینی مسائل بھی سکھایا کرتے تھے اور سارا دن درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت آخری زمانہ میں خراب ہوگئی تھی اور اس سے پہلے بھی آپؑ کو اکثر تالیف و تصنیف کے کام کی وجہ سے باہر آنے اور مجلس میں بیٹھنے کا بہت کم موقع ملتا تھا۔ اس لئے قادیان میں جو مہمان آتے وہ خالی اوقات میں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے پاس ہی بیٹھتے۔ کوئی قرآن کریم پڑھ رہا ہوتا تو کوئی حدیث کا مسئلہ پوچھ رہا ہوتا

غرض ہمارے لئے کو ہر وقت ایک شغل ملا رہتا تھا۔ دینی ماحول کی وجہ سے امام کے ساتھ لازماً بعض ایسے کام لگے رہتے ہیں۔ کہ اسے مجالس میں بیٹھنے کا بہت کم وقت ملتا ہے۔ اس لئے جماعت کی تربیت کے لحاظ سے

امام کے بعد دوسرا درجہ علماء کا ہوتا ہے

اور ان کے لئے بہترین جگہ مسجد ہے اگر علماء مساجد میں آئیں اور وہاں ہر وقت دینی کلاسیں لگی رہیں۔ تو باہر سے آنیوالوں پر بھی اس کا اثر ہوگا۔ اگر مسجدیں آباد نظر آئیں گی۔ تو باہر سے آنیوالے اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہیں گے۔ میں ایک دفعہ مصر کی ایک بڑی مسجد میں گیا۔ عصر کی نماز کا وقت تھا۔ میں نے دیکھا کہ امام محراب کی بجائے ایک کونہ میں نماز پڑھا رہا ہے۔ اور چند آدمی اس کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ شاید جماعت پہلے ہو چکی ہے یہ وہ لوگ ہیں۔ جو نماز باجماعت سے رہ گئے ہیں۔ اس لئے یہ ایک کونے میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب نماز ختم ہو چکی تو میں نے امام سے دریافت کیا کہ آپ ایک کونے میں کیوں نماز پڑھ رہے تھے اس نے کہا۔ مجھے محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھانے سے شرم آتی تھی کہ لاکھوں کی آبادی میں سے صرف چار پانچ آدمی نماز پڑھنے آتے ہیں۔ اس لئے میں محراب کی بجائے ایک کونہ میں کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا تھا۔ پس اگر مساجد آباد نہ ہوں تو

دیکھنے والوں پر بھی برا اثر پڑتا ہے

کہ ان لوگوں میں دینی روح مر گئی ہے اگر علماء اپنے فارغ اوقات میں مسجد میں آئیں اور یہاں ہر وقت قرآن کریم کا درس ہو رہا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا درس ہو رہا ہو۔ تو دیکھنے والا اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہیگا اگر مساجد آباد ہوں گی تو ایک دوکاندار جب یہ دیکھے گا کہ اس کا دوسرا ساتھی آ گیا ہے اور وہ کچھ دیر کے لئے فراغت حاصل کر سکتا ہے تو وہ مسجد میں آ بیٹھے گا۔ تا وہ دینی تعلیم حاصل کر سکے۔ ایک کارکن اگر بیمار ہوگا اور وہ بیماری کی وجہ سے دفتر سے چھٹی پر ہوگا۔ تو بجائے گھر میں بیٹھنے کے مسجد میں چلا جائے گا اور اس طرح دینی مسائل سیکھ لے گا

پس کیا ہی اچھا ہو کہ ہماری مساجد آباد ہوں اور ہم میں زندگی کے آثار پائے جاتے ہوں اس سے دیکھنے والے پر یہ اثر پڑیگا کہ ان لوگوں میں دینی روح سرایت کر گئی ہے پس علماء کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ وہ

مرکزی مسجد میں زیادہ تر نمازیں ادا کیا کریں

بعض اوقات امام بیمار ہو جاتا ہے یا کسی اور وجہ سے مسجد میں نماز پڑھانے نہیں جاتا تو علماء لوگوں کی تربیت میں حصہ لے سکتے ہیں اگر علماء مسجد میں نہ آئیں اور کسی دوسرے شخص کو امام مقرر کرنا پڑے تو یہ ان کی موت کی علامت ہوگی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نمازوں کو دیکھو۔ تم کہیں یہ بات نہیں دیکھو گے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری میں زید یا بکر نے نماز پڑھائی ہو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب بھی نماز نہ پڑھا سکتے تو ہمیشہ ابوبکرؓ آگے آ جاتے۔ اور سب مسلمان اس بات پر متفق تھے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں سب سے بڑے عالم حضرت ابوبکرؓ ہی ہیں۔ اور جب بھی امام یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تھے دوسرے نمبر پر جو عالم دین تھا وہ موجود ہوتا تھا۔ لیکن اب حالت یہ ہے کہ میں مسجد میں جاتا ہوں۔ تو بعض دفعہ نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت وہاں نماز پڑھانے کے قابل کوئی آدمی نہیں اور ضرورت کے وقت بعض دفعہ ایسے آدمی کو کھڑا کرنا پڑتا ہے۔ جو درحقیقت مرکزی مسجد میں نماز پڑھانے کے قابل نہیں ہوتا۔ اور نہ مقتدیوں میں اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے بشاشت پیدا ہوتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے علماء کے اندر

اپنے فرائض کا پورا احساس نہیں پایا جاتا

لڑائی والے کا مقام چھاؤنی ہوتی ہے۔ گھر نہیں۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم بھی تو آدمی ہیں ہم کہیں گے کہ جب کوئی کہے کہ فوج میں آؤ اور دوسرا شخص فوج میں چلا جائے تو وہاں آدمیت اور رنگ کی ہو جاتی ہے ایک شخص جان دیتا ہے اور دوسرا شخص اپنی جان محفوظ کرتا ہے تاجر کی آدمیت اور ہے اور سپاہی کی آدمیت اور ہے تاجر کا کام ہے کہ وہ اپنی جان بچائے اور سپاہی کا کام ہے کہ وہ اپنی جان دے۔ پس دونوں میں فرق ہے۔ جب ایک آدمی عالم ہوتا ہے تو اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ

مسجد میں اپنی زندگی گزارے

ہاں اگر سلسلہ کا کام اسے دوسری جگہ لے جائے تو اور بات ہے۔ مثلاً سلسلہ کی طرف سے اس کے سپرد تالیف و تصنیف کا کام کیا جائے تو تالیف تصنیف کا کام مسجد میں نہیں ہوگا۔ تالیف و تصنیف کا کام کسی گوشہ میں ہوگا۔ اور وہ مجبوراً کسی گوشہ میں چلا جائے گا۔ لیکن جن کے سپرد پڑھانے کا کام ہے وہ جہاں تک تنخواہ کا سوال ہے اپنے مقررہ اوقات میں سکول جائیں۔ لیکن کچھ وقت مسجدوں میں بھی دیں اگر تنخواہ والا سکول جاتا ہے اور وہاں پڑھاتا ہے۔ تو اس نے مالک کا حق ادا کیا ہے لیکن یہ نہیں کہ خدا تعالے بھی اس پر خوش ہو جائے یہ کوئی خوبی اور قابل تعریف بات نہیں۔ کہ ایک شخص تنخواہ کے لئے مقررہ اوقات میں سکول میں جائے اور پڑھا آئے۔ ایک مدرس کے

خادم دین ہونے کا ثبوت

یہ ہے کہ وہ تنخواہ والے وقت کے بعد فارغ وقت میں خدمت دین میں لگ جائے اس سے پتہ لگ جائے گا۔ کہ اگر اس کا تنخواہ کے بغیر گزارہ ہو جاتا تو وہ تنخواہ نہ لیتا۔ بلکہ مفت خدمت دین میں لگا رہتا۔ لیکن اگر وہ فارغ وقت میں خدمت دین کے علاوہ اور کاموں میں مصروف ہو جاتا ہے تو وہ خادم دین نہیں وہ محض تنخواہ کے لئے کام کر رہا ہے۔ نبی اور ایک عام آدمی میں یہی فرق ہے۔ نبی بھی روٹی کھاتا ہے اور دوسرا آدمی بھی روٹی کھاتا ہے لیکن نبی کے روٹی کھانے اور دوسرے آدمی کے روٹی کھانے میں فرق ہے ایک نبی کو روٹی ملے یا نہ ملے۔ وہ کام کرتا ہے۔ لیکن دوسرے آدمی کو روٹی نہ ملے۔ تو وہ کام نہیں کرتا۔ اسی طرح

ایک مومن اور ایک عام آدمی میں فرق

ہے۔ مومن بھی روٹی کھاتا ہے اور ایک عام آدمی بھی روٹی کھاتا ہے۔ لیکن ایک مومن کو کام کا بدلہ ملے یا نہ ملے وہ کام کرتا ہے دوسرا آدمی اگر اسے اس کے کام کا بدلہ نہ ملے تو وہ کام نہیں کرتا۔ پس کسی انتظامی جماعت کا ممبر ہونا بری بات نہیں۔ بشرطیکہ یہ ثابت ہو جائے کہ وہ پیٹ پالنے کے لئے تنخواہ لینے پر مجبور ہے۔ لیکن ہے مبلغ۔ کیونکہ وہ فارغ اوقات میں خدمت دین میں لگا رہتا ہے۔ پرانے علماء نے اس بات پر بحث کی ہے کہ دین پڑھانے کی اجرت

جائز ہے یا ناجائز اور

اکثریت کا یہ فتویٰ ہے

کہ دین پڑھانے کی اجرت یا تنخواہ لینا ناجائز ہے۔ اقلیت کے نزدیک مزدوری لینا جائز ہے اور اس کی دلیل انہوں نے یہی دی ہے کہ اسے کھانے کے لئے بھی کچھ چاہیئے۔ گو اس کی نیت یہی ہے کہ وہ دین کا کام کرے لیکن اس لئے کہ اسے کھانے کے لئے کچھ چاہیئے وہ مجبوراً کچھ تنخواہ لے لیتا ہے۔ لیکن جب وہ فارغ اوقات میں سلسلہ کا کام نہیں کرتا تو اس بات کی کیا دلیل ہے کہ وہ سلسلہ کا خادم ہے اگر وہ تنخواہ کے لئے چار گھنٹے پڑھاتا ہے اور پھر سارا دن تبلیغ کرتا ہے تو کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ تنخواہ دار ہے۔ کیونکہ وہ صرف چار گھنٹے تنخواہ کے لئے کام کرتا ہے۔ اور باقی وقت خدمت دین میں مفت صرف کرتا ہے۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ مومن ہے۔ وہ ایسا کرنے سے عباد اللہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ عباد الناس میں نہیں کیونکہ اس کی زندگی بتا رہی ہے کہ وہ ہر وقت خدمت دین میں لگا رہتا ہے۔ پس سب سے پہلے میں علماء کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے اندر

زندگی کی روح پیدا کریں

اور اپنے مقام کو سمجھیں وہ جتنی نمازیں مرکزی مسجد میں پڑھ سکیں۔ پڑھیں۔ اگر کوئی عالم پانچوں نمازیں مرکزی مسجد میں ادا نہیں کرتا تو چار ہی پڑھے یا دوسروں کے ساتھ یہ طے کرے کہ تم فلاں فلاں نماز مرکزی مسجد میں ادا کرو۔ اور میں فلاں فلاں نماز مرکزی مسجد میں ادا کرونگا بہرحال مسجد مرکزی میں ہر وقت علماء اور ان کے نمائندوں کا ہونا ضروری ہے تا کہ وہ بوقت ضرورت نماز پڑھا سکیں۔ اور مسجد میں آنے والوں کو مسائل دینیہ سکھا سکیں۔

درخواست دُعا

مکرم میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی کے آنکھوں میں کالا موتیا (glaucoma) کا اپریشن ۲۱/۱ کو میو ہسپتال میں ہوا ہے۔ احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرماویں

(دین محمد شاہد ایم اے مربی راولپنڈی)

وعدہ جات تحریک جدید بھجوانے کی آخری تاریخ

۲۸ فروری ۱۹۶۱ء کے بعد بھجوائے جانے والے وعدے بعد از وقت متصور ہوں گے

ہر سال تحریک جدید کے نئے سال کے اعلان سے ایک معین مدت تک احباب جماعت کے وعدے روزانہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ امسال اس مدت کی آخری تاریخ ۲۸ فروری ۱۹۶۱ء مقرر کی جاتی ہے۔ جن خطوں پر ۲۸ فروری کی مہر ہوگی وہ بھی وقت کے اندر متصور ہوں گے۔ اس کے بعد موصول ہونے والے وعدے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خاص دعاؤں سے محروم رہیں گے۔ اس لئے جملہ احباب جماعت اس بات کی پوری تسلی فرمالیں کہ ان کے وعدے وقت کے اندر اندر مرکز کو بھجوا دیئے گئے ہیں یا بھجوا دیئے جائیں گے۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

کراچی کے ایک مخلص دوست کا قابل رشک نمونہ

کراچی کے ایک مخلص دوست نے جو اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔ تحریک جدید کے سالِ رواں کے لئے ۵۰۰ روپے کا وعدہ پیش کیا۔ لیکن ادائیگی ۱۲,۰۰۰/- روپے کی فرما دی۔ گویا ادائیگی نہ صرف شروع سال ہی فرمائی بلکہ غیر معمولی اضافہ کے ساتھ فرمائی آپ اس قسم کا نیک نمونہ گذشتہ سالوں میں بھی قائم فرماتے رہے ہیں۔ دراصل ممالک بیرون میں اشاعت اسلام کے لئے جس قدر مصارف کثیر کی ضرورت ہے وہ احباب جماعت سے اسی قسم کے جذبہ خدمتِ دین کی متقاضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اس مخلص دوست کو اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے اور دیگر صاحب حیثیت دوستوں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے (وکیل المال تحریک جدید)

دعائے مغفرت

میرے والد چوہدری مہر دین صاحب لائلپوری ۱۱ اور ۱۲ جنوری کی درمیانی شب چند دن بیمار رہ کر ملتان چھاؤنی میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ امیر جماعت احمدیہ ملتان چھاؤنی مکرم ملک عمر علی احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ احباب مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ (خواللار بشیر احمد۔ ملتان چھاؤنی)

درخواستہائے دعا

(۱) میرے خالہ زاد بھائی عزیزم فضل الرحمن صاحب نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ کی تین بھینسیں ایک کمرہ میں جل کر مر گئیں۔ بزرگان جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جلد اور احسن رنگ میں اس نقصان کی تلافی فرمائے۔ (مقبول احمد ذبیح شاہد واقف زندگی)

(۲) میری صحت کچھ عرصہ سے ٹھیک نہیں رہتی اور چند ایک مشکلات اور پریشانیاں بھی درپیش ہیں۔ احمدی احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے (چوہدری محمد حیات ہیٹی والا چک ۶۲ $\frac{\text{گ ب}}{\text{R}}$ تحصیل و ضلع منٹگمری)

(۳) میرے چچا ملک بشیر احمد صاحب لائلپور میں تین ماہ سے بعارضہ بخار بیمار چلے آرہے ہیں احباب جماعت سے صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ملک لطیف احمد سرور زراعتی کالج۔ لائلپور)

(۴) میں چند روز سے سخت پریشان ہوں۔ بزرگان جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری پریشانیوں کو دور فرمائے (سعید احمد سعید ولد مرزا محمد زمان درویش)

سیکرٹریان مال کی خاص توجہ کے لئے

چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی میں ابھی بہت کمی ہے اور جلسہ کے اخراجات کے نصف سے کچھ ہی اوپر رقم وصول ہوئی ہے۔ لہذا تمام مقامی جماعتوں سے درخواست ہے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے پوری پوری کوشش کریں۔ اور یہ خیال نہ پیدا ہو کہ جلسہ تو ہو چکا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلسہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا اور اس سال پہلے سالوں سے بہت زیادہ احباب کو ان مبارک ایام میں ربوہ آنے کی سعادت نصیب ہوئی الحمد للہ علیٰ ذالک لیکن چندہ جلسہ سالانہ کا ایک بڑا حصہ ابھی قابل وصول ہے جسے سال ختم ہونے سے پہلے یعنی ۳۰ اپریل تک پورا کرنا ضروری ہے۔

اسی طرح اب چندہ عام و حصہ آمد کے بجٹ پورے کرنے کے لئے بھی زیادہ محنت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ سال رواں میں سے آٹھ ماہ سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن ابھی تک نقد ریکی بجٹ میں ایک لاکھ روپے سے زیادہ کمی ہے (ناظر بیت المال ربوہ)

تبدیلئے حلقہ جات انسپکٹران بیت المال

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل انسپکٹران بیت المال کے حلقہ جات کی تبدیلی عمل میں لائی گئی ہے۔ لہذا متعلقہ حلقہ جات کے عہدیداران سے خصوصاً اور دیگر احباب سے عموماً گذارش ہے کہ وہ انسپکٹران بیت المال سے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

نام انسپکٹر		موجودہ حلقہ
سید مختار احمد شاہ صاحب خلیل	:-	ضلع منٹگمری و ضلع لاہور (ماسوائے لاہور شہر)
چوہدری جمیل الرحمن صاحب عقیل	:-	بہاولپور ڈویژن
چوہدری غلام رسول صاحب	:-	ضلع سرگودھا۔

(ناظر بیت المال۔ ربوہ)

انصار اللہ خیرپور ڈویژن کا پہلا سالانہ اجتماع

خیرپور ڈویژن کی مجالس انصار اللہ کا پہلا سالانہ اجتماع مورخہ ۱۱ و ۱۲ فروری ۱۹۶۱ء بروز ہفتہ و اتوار بمقام باندھی ضلع نوابشاہ میں ہونا قرار پایا ہے۔ صدر محترم نے شمولیت کا وعدہ فرمایا ہے۔ خیرپور ڈویژن کے زیادہ سے زیادہ انصار کو شمولیت کرنی چاہئیے۔ باندھی ریلوے اسٹیشن ہے۔ موسم کے لحاظ سے بستر ہمراہ لانا چاہئیے۔ اجتماع انشاء اللہ گوناگوں روحانی برکات کا حامل ہوگا۔ (ناظم انصار اللہ خیرپور ڈویژن)

ولادت

۱۹ جنوری ۱۹۶۱ء بروز جمعرات اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کرم مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل انچارج شعبہ زود نویسی کو پہلی نواسی عطا فرمائی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو اپنے آباء کے روحانی ورثہ سے حصہ عطا فرمائے اور اسے نیک اور با اقبال بناتے ہوئے دینی شغف سے معمور دل عطا کرے۔ نومولود محترم ملک سعد اللہ خانصاحب بی۔اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی پوتی اور ملک ثناء اللہ خانصاحب کی لڑکی ہے۔ بچی کی والدہ کی صحت کے لئے بھی درخواست دعا ہے۔

مسجد مبارک ربوہ کے لئے صفوں کی ضرورت

جلسہ سالانہ سے قبل مسجد مبارک ربوہ کے لئے پٹ کی صفوں کی ضرورت تھی جو قرض لے کر تیار کروائی گئی ہیں۔ ان پر چار صد روپیہ کا خرچ آیا ہے۔ مخلص احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس کار خیر میں حصہ لیں اور مسجد مبارک کی ضروریات کے لئے جلد رقوم بھجوائیں تاکہ قرض کی رقم کو اتارا جا سکے

(ناظر تعلیم ربوہ)

تیسرے آل پاکستان باسکٹ بال ٹورنامنٹ کے بعض ضروری کوائف

شامل ہونیوالی ٹیمیں

امسال تیسرے آل پاکستان باسکٹ بال ٹورنامنٹ . . . .

. . . . . . میں جو تعلیم الاسلام کالج باسکٹ بال کلب کے زیر اہتمام ۱۹ر جنوری سے ۲۱ر جنوری تک ربوہ میں منعقد ہوا۔ مختلف شہروں کی دو درجن کے قریب ٹیمیں شریک ہوئیں۔ کلب سیکشن میں پاکستان ریلوے کلب (چیمپئن) اور ویسٹ پاکستان پولیس کلب (رنر اَپ) کے علاوہ کرسچین ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کلب سیالکوٹ، برادرز کلب لاہور، بمبئے سپورٹس کلب کراچی، وائی ایم سی اے کلب لاہور، پاکستان ایگریکلچر کالج کلب لائلپور اور ٹی۔ آئی کلب ربوہ نے حصہ لیا۔ کالج سیکشن میں دیال سنگھ کالج لاہور (چیمپئن)، اسلامیہ کالج لاہور (رنر اپ)، گورنمنٹ کالج لاہور، ایف سی کالج لاہور، پاکستان ایگریکلچر کالج لائلپور، گورنمنٹ کالج لائلپور، گورنمنٹ کالج سرگودہا، گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ، تعلیم الاسلام کالج (بی) اور تعلیم الاسلام کالج (اے) کی ٹیمیں شامل تھیں۔ سکول سیکشن سی۔ ٹی۔ آئی سکول سیالکوٹ (چیمپئن)، پی اے ایف پبلک سکول سرگودہا (رنر اپ)، جامعہ احمدیہ ربوہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی ٹیموں پر مشتمل تھا۔

ان ٹیموں میں ملک کے بعض نامور کھلاڑی بھی شامل تھے۔ چنانچہ دس کے قریب ایسے چوٹی کے کھلاڑی تھے جو پاکستان باسکٹ بال ٹیم کے رکن ہیں اور اٹھارہ کے قریب ایسے کھلاڑی تھے۔ جنہیں پنجاب باسکٹ بال ٹیم کی رکنیت کا اعزاز حاصل ہے۔ پھر سی ٹی آئی۔ کلب سیالکوٹ کی ٹیم میں تین امریکی کھلاڑی مسٹر ڈے سی۔ جیکسن، مسٹر ہڈ اور مسٹر ہیرلڈ بھی شامل تھے۔ جنہوں نے اپنے شاندار کھیل سے ٹورنامنٹ کی شان کو دوبالا کیا۔

ان سب ٹیموں کا تشریف آوری اور ٹورنامنٹ میں ان کی شرکت اس لحاظ سے اور بھی زیادہ باعث مسرت ہے کہ انہی دنوں انٹر یونیورسٹی باسکٹ بال میٹ کے مقابلے لاہور میں ہو رہے تھے۔ اور ان میں سے اکثر کے لئے اس میں شمولیت باعث کشش تھی۔ بایں ہمہ انہوں نے تشریف لا کر ٹورنامنٹ میں حصہ لیا اور اس طرح اسکی کامیابی میں حصہ دار بنے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ کالج سیکشن کی ٹیموں میں خود یونیورسٹی باسکٹ بال ٹیم کے دو کھلاڑی بھی شامل تھے۔ یہ سب ٹیمیں نہ صرف یہ کہ ہر سال تشریف لا کر ٹورنامنٹ کی شان اور رونق کو بڑھاتی ہیں۔ بلکہ ٹورنمنٹ کو اس درجہ اپناتی اور اس حد تک اسے خود اپنے ہی گھر کی تقریب سمجھ کر اس میں شریک ہوتی ہیں کہ اپنے کھانے کے اخراجات بھی خود ہی برداشت کرتی ہیں۔

سب سے زیادہ مجموعی اور انفرادی سکور

ٹورنامنٹ کے تین دنوں میں مجموعی طور پر کل ۴۰ میچ کھیلے گئے تیرہ کلب سیکشن میں اکیس کالج سیکشن میں اور سکول سیکشن میں۔ ایک میچ میں زیادہ سے زیادہ سکور بنانے کا اعزاز تعلیم الاسلام کالج کی "بی" ٹیم کے حصہ میں آیا۔ اس نے گورنمنٹ کالج لاہور کے بالمقابل میچ میں ۹۰ پوائنٹ سکور کئے۔ اسی طرح ایک میچ میں سب سے زیادہ انفرادی سکور ملک کے نامور کھلاڑی محمد خان آف بمبئے سپورٹس کراچی کا رہا۔ انہوں نے پی اے سی لائلپور کے بالمقابل میچ میں ۳۸ پوائنٹ سکور کئے۔

باہر سے تشریف لانیوالے معززین

امسال مغربی پاکستان کے مختلف علاقوں کی دو درجن ٹیموں اور نامور کھلاڑیوں کے علاوہ مختلف کالجوں کے پروفیسر صاحبان اور معززین بھی کثیر تعداد میں ٹورنامنٹ دیکھنے ربوہ تشریف لائے مسٹر امان اللہ صاحب ظفر پی۔ آر۔ ایس۔ ای آنریری جنرل سیکرٹری پاکستان باسکٹ بال فیڈریشن، مسٹر ایس۔ ایچ شاہ پی۔ آر۔ ایس۔ ای آنریری خزانچی پاکستان باسکٹ بال فیڈریشن، مسٹر پیچ لول ایم اے پرنسپل پی۔ اے ایف پبلک سکول سرگودہا، مسٹر شمس الدین بٹ سپورٹس آفیسر پنجاب ایگریکلچر کالج لائلپور اور پروفیسر انوار آف گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ کے علاوہ جو فائنل مقابلے دیکھنے تشریف لائے۔ سنٹرل باسکٹ بال ایسوسی ایشن لاہور کی مجلس عاملہ کے پانچ اراکین اور ایسوسی ایشن مذکور کی سلیکٹ کمیٹی کے تین اراکین نے مسلسل تین دن تک ربوہ میں مقیم رہ کر ٹورنامنٹ کو [illegible] دیکھا اور اس کو کامیاب بنانے میں نمایاں حصہ لیا ایسوسی ایشن کی مجلس عاملہ کے پانچ اراکین میں پروفیسر خان نصیر احمد خان کے علاوہ مسٹر اے یو ظفر چیئرمین، مسٹر اعجاز حسین جنرل سیکرٹری پروفیسر چوہدری محمد حسین خزانچی اور مسٹر لال موتی لال پرنسپل سی ٹی آئی سیالکوٹ شامل تھے سلیکشن کمیٹی کے پروفیسر خان نصیر احمد خان کے علاوہ مسٹر آر این مل پرنسپل مشن ہائی سکول گجرات اور پروفیسر شمس الزمان بھی شامل تھے۔

(باقی ص ۸ پر)

نارتھ ویسٹرن ریلوے — ملتان ڈویژن

ٹنڈر نوٹس

مندرجہ ذیل کاموں کے لئے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ملتان کو شیڈول ریٹ کے سر ٹنڈر ۲ر فروری ۱۹۶۱ء کے بارہ بجے دوپہر تک مطلوب ہیں۔ یہ ٹنڈرز اسی روز سر بارہ بجے بر سر عام کھولے جائینگے۔

کام	تخمینہ لاگت	زرضمانت
۱۔ اقبال نگر میں تیسری رننگ لائن کی فراہمی	۱۴۰۰۰/- روپے	۳۰۰/- روپے
۲۔ داذ خانتحانہ ——— ایضاً (عمارتی حصہ)	۲۸۰۰۰/- روپے	۶۰۰/-
۳۔ کوٹ سوجان سنگھ میں تیسری رننگ لائن اور سٹیشن پر ہی reception کی سہولتوں کی فراہمی (عمارتی حصہ)	۲۸۰۰۰/-	۶۰۰/-
۴) شورکوٹ روڈ میں پرائمری سکول کو مڈل اسٹینڈرڈ تک لے جانے کے سلسلہ میں اس کی عمارت میں ایزادی اور تبدیلی	۱۴۰۰۰/-	۳۰۰/-
۵۔ بہاولپور میں ریلیف سائڈنگ کی ٹوپ سائڈنگ اور سٹینڈرڈ I سگنلنگ کی III سگنلنگ میں تبدیلی (عمارتی حصہ)	۳۲۰۰۰/-	۶۰۰/-
۶۔ لیاقت پور میں ریلیف سائڈنگ کی ٹوپ سائڈنگ میں تبدیلی (عمارتی حصہ)	۵۲۰۰۰/-	۱۰۰۰/-
۷۔ فیروزہ میں ——— ایضاً ———	۳۶۰۰۰/-	۷۰۰/-
۸۔ میتلا، تتواری، کلاب اور ٹبی عزت سٹیشنوں کو ڈی کلاس سے (بغیر ٹوپ کے) بی کلاس میں تبدیل کرنا (عمارتی حصہ)	۳۸۰۰۰/-	۷۰۰/-

ٹنڈر لازمی طور پر مقررہ فارموں پر داخل کئے جائیں جو زیر دستخطی کے دفتر سے ایک روپیہ فی فارم کے حساب سے ۲ر فروری ۱۹۶۱ء فروری ۱۹۶۱ء کے ساڑھے دس بجے قبل دوپہر تک حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ فارموں کی قیمت واپس نہ ہوگی۔

صرف منظور شدہ ٹھیکیدار ٹنڈر داخل کریں۔ جن ٹھیکیداروں کے نام اس ڈویژن کی منظور شدہ فہرست میں درج نہ ہوں اور وہ مندرجہ بالا کاموں کے لئے ٹنڈر داخل کرنا چاہتے ہوں۔ انہیں ۳۱ر جنوری ۱۹۶۱ء تک اپنے نام رجسٹر کرانے کے لئے درخواستیں دیدینی چاہئیں۔ انہیں اپنی درخواستوں کے ساتھ سابقہ تجربے اور موجودہ مالی حالت کے بارے میں سندات اور دیگر کاغذات کی کسی گزیٹڈ آفیسر کی تصدیق شدہ نقول بھی پیش کرنی چاہئیں۔

تفصیلی شرائط اور دیگر کوائف درخواست پیش کرکے زیر دستخطی کے دفتر سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

(برائے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ملتان)

باسکٹ بال ٹورنامنٹ کے کوائف (بقیہ صٓ)

ریفری شپ کورس اور امتحان:۔

اس ٹورنامنٹ کے موقع پر سنٹرل باسکٹ بال ایسوسی ایشن کی طرف سے ریفریز کے ریفری شپ کورس اور امتحان کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں صفِ اوّل کے دو ریفریز مسٹر لال موتی لال پرنسپل سی ٹی آئی سیالکوٹ اور مسٹر ابن شیخ لیکچرار اسلامیہ کالج لاہور نے مختلف اوقات میں باسکٹ بال رولز پر دو لیکچر دئے جنہیں کھلاڑیوں کو سوالات کرنے کی بھی اجازت دی گئی یہ سلسلہ کھلاڑیوں کے علاوہ زائرین کے لئے بھی بہت دلچسپی کا موجب ہوا۔

ایسوسی ایشن کی مجلس عاملہ کا اجلاس۔

ٹورنامنٹ کے اختتام پر ۲۱ جنوری کو سنٹرل باسکٹ بال ایسوسی ایشن لاہور کی مجلس عاملہ کا بھی اجلاس ہوا۔ جس میں اتفاق رائے سے متعدد اہم فیصلے کئے گئے۔ امسال باسکٹ بال کی نیشنل چیمپئن شپ کے مقابلے لاہور میں ہو رہے ہیں ان کے متعلق فیصلہ ہوا کہ یہ مقابلے مارچ کے اواخر یا اپریل کے شروع میں منعقد ہوں اور سنٹرل چیمپئن شپ کے مقابلے ان سے قبل فروری کے دوسرے ہفتہ میں کروائے جائیں۔ مجلس عاملہ نے ایک اور اہم فیصلہ یہ کیا کہ امسال پنجاب کی ایک کی بجائے دو علیحدہ علیحدہ ٹیمیں منتخب کی جائیں۔

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے اور غیر احمدی احباب کو پڑھنے کیلئے دے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴